در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

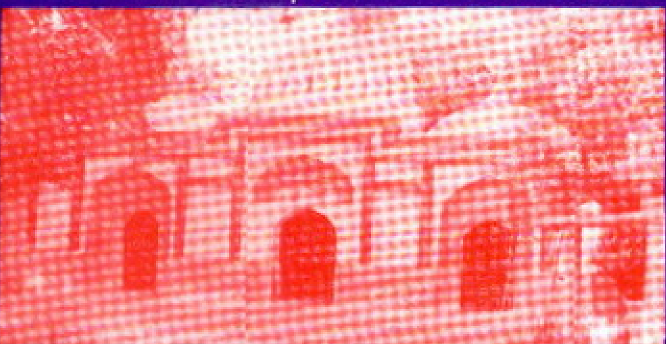

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

الحسن پشاور

شمارہ نمبر ۲۱ — جلد نمبر ۲

یکم ستمبر ۱۹۹۳ء — ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲-۴
۲	شہکار کائنات	صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے	۵-۶
۳	رحمت عالم	مولانا محمد بخش مسلم مرحوم	۷-۱۱
۴	عید میلاد النبی	ابوالبشر حکیم غلام احمد سلیم	۱۲-۱۴
۵	نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	علامہ غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم	۱۵-۲۷
۶	گر چشم تماشا کو	جناب ہاشم ضیائی بدایونی	۲۸
۷	تفسیر القرآن	مدیر اعلیٰ	۲۹-۳۱
۸	مجھے شاید ارض وسماء کی قسم	غلام محمد ترنم	۳۲

شذرہ

خطبہ حجۃ الوداع

مدیر اعلیٰ

ربیع الاوّل شریف کے اس مبارک موقع پر نبی آخرالزمان سید الانس والجان رحمت عالم و عالمیان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے ان ایام مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ مشہور و معروف خطبہ قارئین کے استفادے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے جو ۱۰ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور عالم انسانیت کے لئے ایک اعلیٰ ترین ضابطہ حیات اور منشور اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔

لوگو! ہاں بے شک تمہارا رب ایک ہے

۱۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اُسی سے معافی مانگتے ہیں اُسی کے پاس توبہ کرتے ہیں اور ہم اللہ ہی کے ہاں اپنے نفسوں کی بُرائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے تو پھر کوئی اسے بھٹکا نہیں سکتا اور جسے اللہ ضلالت عطا کرے تو پھر اس کو کوئی ہدایت پر نہیں لگا سکتا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

۲۔ اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید اور اس کی اطاعت پر پُر زور طور پر آمادہ کرتا ہوں اور میں ابتداء اسی سے کرنا چاہتا ہوں جو بھلائی ہے۔

۳۔ حمد! لوگو! مجھ سے سنو میں تمہیں بتاتا ہوں کیونکہ اللہ جانتا ہے۔ شاید اس سال کے بعد

میں اس جگہ تم سے پھر نہ مل سکوں۔

۴۔ لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تمہارے لئے (ایک دوسرے پر) اپنے رب سے ملنے (قیامت) تک حرام ہیں۔ ایسے ہی حرام و محترم جیسے تمہارے آج کے دن، آج کے مہینے اور اس مقام کی حرمت ہے۔ ہاں کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

۵۔ جن کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ ادا کر دے جس نے وہ اُس کے پاس امانت رکھائی۔

۶۔ خبردار! جاہلیت کا سود گرا دیا جاتا ہے۔ البتہ تمہارے لئے راس مال پر حق ہوگا۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی سود نہ رہنے پائے اور پہلا سود جس سے میں (اس کی) ابتداء کرتا ہوں وہ میرے چچا العباس بن عبد المطلب کا ہے۔

۷۔ خبردار! جاہلیت کے خون گروائے جاتے ہیں اور پہلا خون جس سے میں (اس کی) ابتدا کرتا ہوں وہ (میرے چچا زاد بھائی کے بیٹے) عامر بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کا ہے

۸۔ خبردار! جاہلیت کے آثار اور عہدے گروائے جاتے ہیں۔ بجز (خانہ کعبہ کی) رکھوالی اور (حجاج) کو پانی پلانے کی۔

۹۔ قتل عمد پر قصاص ہے۔ مشابہ عمد وہ ہے جس میں لٹھ اور پتھر سے موت واقع ہو، اس میں سو اونٹ بطورِ خون بہا ہیں جو اس میں زیادتی (کا مطالبہ) کرے تو وہ جاہلیت والا ہے۔ ہاں کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

۱۰۔ اما بعد۔ لوگو! شیطان اس سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ اب تمہاری اس سرزمین میں اس کی پوجا ہے لیکن وہ اس پر راضی ہے کہ اس کے سوا دیگر ایسی باتوں میں اس کی اطاعت کی جائے جن کو تم اپنے اعمال میں حقیر سمجھتے ہو۔ اس لئے اپنے دین کے متعلق اس (شیطان) سے محتاط رہو۔

۱۱۔ لوگو! سال کی کبیسہ گری کفر میں ایک زیادتی ہے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اس کے باعث بھٹکائے جا رہے ہیں وہ اسے ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام، تاکہ اس تعداد کا تکملہ کر لیں۔

جو خدا نے حرام کر رکھی ہیں۔ اس طرح وہ خدا کی حرام کردہ چیز کو حلال کر لیتے ہیں اور حلال کردہ چیز کو حرام حقیقت میں اب زمانہ چکر لگا کر پھر اسی شکل پر آگیا ہے جیسا کہ خدا کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے دن تھا۔ بیشک مہینوں کی تعداد اللہ کے پاس اللہ کی کتاب میں اسی کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے ہی کے دن بارہ مہینے لکھی ہے اِن میں سے چار حرام ہیں۔ تین پے درپے اور تنہا: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور (قبائل) مضر کا رجب۔ جو جمادی الآخر اور شعبان کے بیچ میں ہے۔ کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

۱۲۔ اما بعد لوگو! تمہاری عورتوں کے لئے تمہارے اوپر ایک حق ہے اور تمہارے لئے اُن کے اوپر ایک حق ہے۔ تمہارے لئے اُن کے اوپر کہ وہ تمہارے بستر کو تمہارے سوا کسی اور سے زور ند وائیں۔ اور تمہارے گھروں میں تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے کو داخل نہ ہونے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور کوئی بڑے فحش کام کا ارتکاب نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم ان پر سختی کرو ان کے ساتھ سونا بند کر دو یا ان کو غیر شدید ضرب پہنچاؤ۔ اگر وہ باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم پر ان کا اچھے دستور سے کھلانا اور پہنانا لازم ہے۔ عورتوں کے متعلق بھلائی کی تمہیں تاکید ہے کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی سی ہوتی ہیں اور اپنے لئے کسی چیز کے مالک نہیں ہوتیں۔ اور تم ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیتے اور اللہ کے بول پر ان سے تمتع اپنے لئے حلال کرتے ہو۔ اس لئے عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ان سے بھلائی کی تمہیں تاکید ہے۔ ہاں کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

۱۳۔ لوگو! تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کا مال حلال نہیں۔ بجز اس کے کہ وہ اس کو طبعی خوشی سے دے۔

۱۴۔ لہٰذا میرے بعد کافر بن جانا کہ ایکدوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ جبتک تم اسے تھامے رہو گے میرے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

شہکار کائنات

جناب الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے
سابق پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۴ پشاور

مدحت رسول پاک کی جب خود خدا کرے
بندے کی کیا بساط کہ وہ حق ادا کرے

مولیٰ تو حرف وصوت کا معطی ہے بے گماں
مجھ کو عطا ہو عظمت و شیرینیٔ بیاں

آقا مرا ہے باعث تکوین کائنات
تزئین کائنات ہے تسکین کائنات

توقیر کائنات ہے تصویر کائنات
تشہیر کائنات ہے تقدیر کائنات

تعمیر کائنات ہے تشکیل کائنات
تفسیر کائنات ہے تفصیل کائنات

تقدیس کائنات ہے تطہیر کائنات
تقطیر کائنات ہے تنویر کائنات

اجمال کائنات ہے تفصیل کائنات
تفصیل کائنات ہے تکمیل کائنات

تکمیل کائنات ہے معراج کائنات
معراج کائنات ہے سرتاج کائنات

وہ حاکم زمن مرا سردار کائنات
وہ شاہ ذوالمنن مرا سرکار کائنات

سردار کائنات ہے سرکار کائنات
حقا کہ میرا آقا ہے شہکار کائنات

آقا مرا ہے بالیقین آقائے کائنات
مولیٰ مرا ہے بالیقین مولائے کائنات

آقائے کائنات ہے مولائے کائنات
حقا کہ میرا آقا ہے لیلائے کائنات

مہتاب ہے خجل رخ زیبا کے سامنے
سورج ہے مضمحل مہ طیبہ کے سامنے

آقا مرا ہے منبع نور و تجلیات
مولیٰ مرے کا عکس جبیں حسن کائنات

ذرہ کہاں ہے رفعت افلاک ہے کہاں
آقا مرے کی گرد کف پا ہے کہکشاں

ان گنت کہکشائیں ہیں مولا کی خوشہ چین
ہے فرش تا بہ عرش ترا جلوۂ حسین

تجھ سا حسیں آج تک کوئی نہ جن سکا
آقائے دو جہاں بھی تو کوئی نہ بن سکا

تیرا جمال ۔ حسن کا اک بحر بے کنار
تیرا جمال ۔ باعث صد کیف و افتخار

تو ہے حسین ۔ نہیں نہیں ہے شاہکار حسن
تو افتخار حسن ہے تو تاجدار حسن

تجھ سے وقار حسن ہے تجھ سے بہارِ حسن
رخشندہ تجھ سے ہر دم لیل و نہار حسن

تو شاہ حسن ہے مرے آقائے محترم
کھائی ہے تیرے حسن کی اللہ نے قسم

اے آفتابِ حسن تو ہے شہر یارِ عشق
اے ماہتابِ حسن تو ہے شہسوارِ عشق

تو شاہبازِ عشق ہے مولائے محتشم
ہیں نقش قدم سے تیرے افلاک محترم

افلاک و عرش و لوح و قلم سب تیرے غلام
تو عشق و معرفت کا بلا ریب ہے امام

اے سید زمان و مکان ۔ پاسبان عشق
اے جان عشق تجھ پہ ہے نازاں جہان عشق

تو ہے امام حسن تو ہے سید الجمال
تو سید العشاق تو جامع الکمال

تو حسنِ مجسم ہے تو ہے اکمل البشر
یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر

آفاق میں ہر جا مرا آقا ہے جلوہ گر
مِن وَجْہِکَ المُنیر لَقَد نُوِّرَ القَمَر

عبد ضعیف سے ہو بیاں حسنِ عَبْدَہٗ
لا یُمکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ

پرواز فکر سے تری عظمت ہے بالاتر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد بخش مسلم بی اے لاہور

قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ آنحضرتؐ رحمۃ اللعالمین ہیں جو قوم قرآن کو کلامِ الٰہی تسلیم کرتی ہے اس کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم امروز کے لئے بھی رحمت ہیں۔ آج دنیا باعتبار افکار دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔

ایک جزو کا ادعایہ ہے کہ کائنات کا وجود از خود ہے۔ اس کا کوئی خالق نہیں۔ اثیری ذرات میں بہ اتفاق حرکت پیدا ہوئی۔ اس سے ننھے ننھے ذرے ابھرے انہوں نے پنپ کر عناصر کی صورت اختیار کر لی۔

۸۶ عناصر نے جماد کا روپ قبول کیا۔ جمادات نے نباتات کا لباس پہنا۔ انہوں نے حیوانات کی شکل کو اپنایا حیوانات سے انسان بنے۔ وہ جماعتوں اور قوموں میں تقسیم ہوئے۔ زمانہ کی افتاد نے اقتصادی ومعاشی ماحول نے ان میں سے بادشاہ اٹھائے۔ بادشاہوں کی مسندوں پر جاگیردار تن کر بیٹھ گئے۔ ان کا چراغ سوداگروں کے اقتدار کی ہو لانے گل کیا۔

تاجروں نے اپنی فطرت مادی سے مجبور ہو کر مزدور کاروں، کشت کاروں، صنعتکاروں کو، لوٹا کھسوٹا اور سرمایہ کاری اور جفاکاری کو اپنا امتیازی شعار ٹھہرایا۔ جب سرمایہ داری انتہائی عروج کو پہنچی تو اس کے بیج سے اشتراکیت کی کونپل پھوٹی۔ ان دنوں وہ اسی لئے پروان چڑھ رہی ہے کہ اس کا چمن نذرِ خزاں ہو جائے۔ اور وقت کا گلچیں اس کے درختوں کی شاخوں کو بطور حاشیوں کاٹے تراشے کہ اس سے اشتمالیت کا پھول کھلے اور یوں کھلے جو مرجھا جانے کی تمہید ہو۔ اس کا انجام نوضوبت لانا رکمزم) کا آغاز ہو۔ مادیت، مارکسیت، لینن مت کے نزدیک اس منزل کے بعد کسی مرحلہ

اس نظریہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے یا ہو کر رہے گا، سب یونہی ہوا ہے۔ بے ارادہ ہوا ہے۔

ہر شے فضا ہے فضا سے ہے۔

تھوڑے سے تغیر لفظی کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ زمان و مکان ہر ایک سے یہ کہہ رہا ہے۔ جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا۔ جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا۔ سکونِ دل سے فضا فضا جو ہو رہا ہے۔ وہ ہو چکے گا اسی اصولِ حیات کے پرستاروں کے نزدیک جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب۔

اتفاقات ہیں زمانے کے۔

کروڑوں انسان اسی اصول حیات کی شمع کے پروانے ہیں۔ اپنے مسلک کی اشاعت کے دیوانے ہیں یہ لوگ، بخیال خویش بڑے فرزانے ہیں، مذہب سے یکسر بیگانے ہیں۔

خدا پرست :۔

دوسرے گروہ کے افراد خدا پرست ہیں۔ ان کا قول یہ ہے۔

وہ دو ذرے بلا اذنِ خدا ہل بھی نہیں سکتے کہ جن کے میل سے سائنس کی یہ قوت اُبھرتی ہے ان میں بھی دو فریق ہیں۔

ایک فریق کا خیال ہے کہ خدا کو دنیا کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ اکیلا ہے کہ ہر ایک شخص انفرادی طور پر اسی سے ربط و ضبط قائم کرے۔ اس کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت ہے زمین پر اس کی قدرتی حکومت ہے۔ مگر آئینی حکومت نہیں۔

دوسری جماعت کا ایمان یہ ہے کہ ارض و سما پر تکوینی حکومت بھی خدا کی ہے۔ آئینی، سیاسی، دستوری حکومت بھی خدا کی ہے۔

اس جماعت کا رہبرِ اعظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی محض روحانی و تکوینی کا علمبردار اور اس کی آئینی و سیاسی حکومت سے دست بردار امریکہ ہے برطانیہ ہے۔ خالص مادہ کا پرستار روس ہے

اور ہر نوع خدا کی حکومت کا دعویدار و خدمت گذار پاکستان ہے۔

روس کا نصب العین یہ ہے کہ زندگی محض زندگی کے لئے ہے۔ امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ زندگی امریکہ کے لئے ہے۔ برطانیہ کا مطمع نظر یہ ہے کہ جان انگلستان کے لئے ہے۔ پاکستان کا اعلان یہ ہے کہ جان خدا کے لئے ہے۔ اس اعلان کی بنیاد قرآن کا یہ بیان ہے آنحضرت کو اللہ نے یہ فرمایا۔

اے حبیب اپنی نسبت یہ کہہ دے کہ قل ان صلاتی و نسکی و محیایی و مماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ و بذٰلک اُمرت و انا اول المسلمین۔

کہہ دے میری عبادت میری قربانی۔ میری زندگی، میری موت اللہ کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور اس حکم کا پہلا تسلیم کرنے والا میں ہوں۔

مذہب کی دُنیا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون اپنی قوم کے لئے تھے انہوں نے اپنی قوم کو فرعون سے نجات دلانے کا بیڑہ اٹھایا فرعون نے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت موسیٰ کی دعا سے فرعون دریائے نیل میں ڈوب گیا۔ اس نے ڈوبنے سے پہلے کہا۔ امنت برب ھارون و موسیٰ

میں ہارون کے رب، موسیٰ کے رب پر ایمان لایا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں بھی خدا کا تصور یہی تھا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کا اب (باپ) اور بنی اسرائیل کا رب ہے۔

یہی تجلی آنحضرت کے سوا ہر نبی کے عہد میں تھا۔ کہ اب ان کی قوم کا رب تھا۔

بھارت کے نزدیک خداجب بھی آیا کسی بھارتی کی شکل میں آیا وہ کبھی بھی کسی غیر بھارتی یا غیر ہندو کی شکل میں نہیں آیا۔

آنحضرت رحمت العالمین ہیں۔ ان کی تعلیم سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے۔ فاتحہ کے ابتدائی حروف ہی الحمد للہ رب العٰلمین۔ میں ٹھیٹھ مذہبی اعتقاد کی رو سے تورات، انجیل، زبور، قرآن کو پڑھ کر دیکھ لیجئے کسی جگہ بھی یہ نظر نہیں آئے گا کہ کسی نبی نے بجز آنحضرت۔ تعلیم دی ہو۔ کہ ہر نبی

پر ایمان لانا فرض ہے اور ایک بنی کا منکر تمام انبیاء کا منکر ہے ۔ خدا کا منکر ہے ۔ کافر مطلق ہے ۔
مگر آنحضرت کے نزدیک ایمان کی عمارت کا بنیادی ستون یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت وصداقت کا اعتراف کیا جائے ۔

مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك ۔
جو کچھ آپ سے پہلے نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں ۔ انبیاء کی نسبت ان کا ایمان یہ ہے ۔
لا نفرق بین احد منھم ۔ ہر ایک پر ایمان لاتے ہیں وہ اس تفریق کو کفر جانتے ہیں کہ کسی ایک بنی کا بھی انکار کیا جائے ۔

سیاست کی دُنیا ۔

ایچ ۔ جی ویلز اپنی کتاب The Shape of Things to come (عالم مستقبل) میں رقم طراز ہے ۔
انسانیت کا جو تصوّر اسلام نے پیش کیا ہے اور جس کی بنیاد خدا کی وحدانیت کا اعتقاد ہے ۔ وہ اس عہد کو پیدا کرنے کا عظیم الشان سبب ہے ۔ جسے بین الاقوامی عہد کہا جاتا ہے ۔
ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام نے اس تصوّر کو پیدا ہی نہیں کیا ہے بلکہ اپنی تمام زندگی میں قائم بھی رکھا ہے ۔ اسلام کی بیان کردہ زندگی میں رنگ یا ملک یا نسل کا کوئی امتیازی مقام نہیں ہے ۔ اسلام کا تخیل اخوت ، نسل ، رنگ ، ملک کے امتیازوں کی جڑوں پر ضرب کاری لگاتا ہے ۔ قرآن نے فرمایا ۔
انما المؤمنون اخوة ۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں ۔ آنحضرت نے واضح کیا ۔
المسلم اخو المسلم ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ لن یدخل الجنت حتیٰ تومنوا ۔ کوئی شخص جب تک مومن نہ ہو ۔ جنت کا مستحق نہیں ۔ اور جب تک کسی کے دل میں اسلامی بھائیوں کی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں ۔

پاکستان :۔

ان ارشادات کی درخشاں تفسیر وجود پاکستان ہے ۔ اس کے دو حصے تھے مشرقی پاکستان ۔ مغربی پاکستان ۔

دونوں اجزاء کے رہنے والوں کی نسل ایک ہے۔

مغربی پاکستان جن خطوں پر مشتمل ہے ان کی نسل بھی ایک ہے ان تمام کا رنگ ایک ہے ان میں جغرافیائی ربط تو ظاہر ہے کہ مطلقاً نہیں ہے لیکن پوشاک ایک ہے خوراک ایک ہے بہر حال ہمہ وہ ایک ہیں۔

برطانیہ نے اعتراض نہ کیا کہ وہ ایک ہیں کیونکہ اس پر ظاہر تھا کہ انہیں ایک اسلام نے کیا ہے اور اسلام توحید و رسالت کے ربط کو تمام رابطوں سے زیادہ وقیع اور مؤثر تصور کرتا ہے۔

ہندو بھی اس سے منحرف نہ ہو سکے۔ کانگریس بھی اس سے سرتابی نہ کر سکی وجہ یہ ہے کہ وہ بدیہی حقیقت کا انکار کیسے کر سکتے تھے۔

اہلِ پاکستان سے اپیل :

کیا وہ بھی اس ربط کی قدر کریں گے جو آنحضرت کا اعجاز خصوصی ہے؟ کیا اس کے ہوتے ہوئے صوبائیت کا شکار ہو جانا اسلام ہے یا کفر؟

عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم :-

عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیرو ہیں کیا ان کے حواریوں میں ایک بھی ایسا تھا کہ جس کا تعلق بنی اسرائیل سے نہیں تھا۔؟

خلاف ازیں عہد قدسی آنحضرت پر غور کرو۔ حضرت عباس حضرت علی کرم اللہ وجہٗ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ آپ کے خاندانِ ہاشمی کے چشم و چراغ تھے۔ مکی تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ مکی تھے ہاشمی نہیں تھے۔ قریشی تھے۔

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہٗ انیس رضی اللہ عنہٗ مکی تھے نہ ہاشمی نہ قریشی۔ ان کا تعلق قبیلۂ غفار سے تھا۔

حضرت ابو ہریرہ ، حضرت طفیل بن عمر ، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمنی تھے۔

کیا ان حقائق سے روشن نہیں ہوتا کہ اسلام کے نزدیک قابل قدر رشتہ توحید و رسالت کا رشتہ ہے اسلام کا رشتہ ہے۔

برادران پاکستان کیا اس سے زیادہ کفران نعمت ہے کہ جس شے پر انسانیت فخر کرے۔ ہم اس کی قدر نہ کریں۔

عید میلاد النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو البشر حکیم غلام احمد سلیم مرحوم

مومنو! ہے آج میلاد النبیؐ
کم ہے جتنی بھی منائیں ہم خوشی

خطۂ یثرب کے ریگستان میں
کھل گئی وحدت کی اک رعنا کلی

چار سو باد سموم جاں گسل
اور صدیوں سے زمیں کی تشنگی

ظاہری کوئی نگہبانی نہیں
معجزہ تھا وہ کلی گل بن گئی!

حبذا وہ پھول اور اس کی مہک
کھل کے اس گل نے کھلائے گل کئی

اس بیابان لق ودق میں وہ بو
گوشے گوشے کونے کونے میں گئی

یہ ہی کیا ہر مشامِ جان کو
بخشدی تازہ مہک نے تازگی

اس گلِ رعنا کی وہ رعنائیاں
حشر تک نیرنگیاں دکھلائیں گی

وہ بگولے اور وہ لوؤں کی لپٹ
کس طرح سے وہ کلی آخر کھلی

کون تھا اس کا نگہبان وحفیظ
حل طلب آخر ہے یہ اک بات بھی

تو مسلماں ہے تو پھر الحمد کہہ
بعد اس کے دیکھ سبحان الذی

ظلمت و وحشت کی ہیبت خیزیاں
بحروبر پہ مستقل تاریکیاں

کالی راتیں بھی گھٹائیں بھی سیاہ
ایسی راتوں کی سحر ہوتی کہاں

اک سمندر تھا ظلام و جہل کا
جس کے ساحل کا نہ تھا وہم وگماں

آسماں تھا بے نجوم و مہر و ماہ
بحر میں کس طرح چلتیں کشتیاں

ہاں سمندر تھا اگر تاریک و تار — اس کی تہ میں لعل گوہر تھے نہاں
ظلمتیں تھیں منتظر انوار کی ! — منتشر تھیں نور کی تابانیاں
زنگ اندھیرے کا پھیکا پڑ گیا — اور افق تابی کے اُبھر آئے نشاں
مہرِ عالمتاب نکلا شرق سے — ذرے ذرے پر ہوئیں ضو پاشیاں
اب ہوئی تعیین دن اور رات کی، — دن کو خور شب کو قمر تھا ضوفشاں
جھلملائے چرخِ گردوں پر نجوم — نور سے معمور تھا سارا جہاں
خضر پہونچا اور سمندر بس گئے — کشتیاں ملاح، مسافر شادماں
اب کنائے اور اشارے چھوڑ کر — آگیا مضمون نفسِ ذات پر
ذکر میلاد النبیؐ ملحوظ ہے — اور وصفِ سیدِ خیر البشر
لیکن اس سے لرزہ بر اندام ہوں — میں نہیں رکھتا کوئی علم و ہنر
معصیت آلود ہے میری زباں ، — اور یہ ذکرِ نبیؐ مقتدر
آدمی کی کیا بھلا توفیق ہے — جس کی ناقص عقل ہے کوتہ نظر
بھیجتا ہے جس پہ خود اللہ درود — جس کی ہے تعریف قرآں سر بسر
جس کے سر پہ تاجِ لولاک لما — کنت کنزاً مخفیاً جس کی خبر
جو خدا کے نور سے اک نور ہے — نور بھی وہ نور ما زاغ البصر،
راز یہ بھی خود خدا ہے جانتا — سر بسر نور اور ملبوسِ بشر
گر نہ ہوتی ذات احمد مجتبیٰ — کب بھلا ہوتے یہاں شام و سحر
یہ زمین و آسمان ہوتے کہاں(۱) — اور کہاں انجم کہاں شمس و قمر
بحر و بر دشت و جبل یہ باغ و راغ(۲) — یہ طیور و وحش و اشجار و ثمر،

(۱) لولاہ ما کان شمس ولا قمر۔ ولا نہار ولا لیل لا لیل لمظلم
(۲) لولاہ ما کانت الدنیا بالجھار ولا نبات ولا شیٔ من النعم

آ گیا مضمون نفسِ ذات پر — قال انی جاعل فی الارض الخ
حضرت آدم کی پیشانی میں نور — حق نے پہلے دن سے جلوہ گر کیا
نور یہ بھی تھا ملائک نے جسے — بے تکلف جھک کے سجدہ کر دیا
اور یہ ہی نور تھا جس کے طفیل — نوح طوفانِ تموج سے بچا،
وادی ایمن میں موسیٰ کو نشان — بس اسی نور محمد سے ملا،
حسن یوسف اب بھی ضرب المثل — حسن میں اس کے اسی کا نور تھا
اس کے صدقہ میں خلیل اللہ پہ — آگ کے شعلوں میں باغ اک کھل گیا
تھا بنی ہاشم اسی سے مقتدر — صلب میں ان کی یہ نور پاک تھا
راز تھا تولیت کعبہ کا یہی — ہونے والا تھا ظہور مصطفیٰ،
تکر تذکرہ تورات اور انجیل میں — کملی والے کا خدا نے کر دیا
رعب تھا اس نور کا اصحاب فیل — جو ابابیلوں سے روندا دیا گیا
غل ہوا ارض و سما کے درمیاں — مرحبا وہ آنے والا آ گیا،
حق ہے اب ایمان والوں کا سلیم — ہر گھڑی پڑھتے رہیں صلی علیٰ!

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا علامہ غلام مرتضیٰ صاحب

قد جآءکم من اللہ نورٌ وکتٰبٌ مبین (پارہ ۶ سورۃ مائدہ)

بے شک تشریف لائے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے نور اور کتاب روشن۔ اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ کا نور پیدا فرمایا۔

صاحب مواہب اللدنیہ بحوالہ مسند عبدالرزاق بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور سے پیدا فرمایا۔ اس حدیث شریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) اولیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام مخلوقات سے۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور الٰہی سے ہونا۔ یہ تینوں امور آیات قرآنیہ اور دیگر احادیث صحاح ستہ سے بھی ثابت ہیں۔ چنانچہ دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

امر اول: اولیت حضور علیہ السلام کی تمام مخلوقات سے، حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قالو یا رسول اللہ متیٰ وجبت لک النبوۃ وقال وآدم بین الروح والجسد رواہ ترمذی۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کب سے آپ

کے لئے نبوت ثابت ہوئی، فرمایا۔ آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم میں تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)
اور معلوم ہے کہ نبوت صفت ہے اور صفت محل سے قائم ہوتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام آدم علیہ السلام سے اول ہوئے اسی حدیث سے امر ثانی بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا۔

انی خالقٌ بشراً من طین ط

بے شک میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں اور ابوالبشر آدم علیہ السلام کی کیفیت ہے۔ جب ابوالبشر کے وجود سے پہلے حضور علیہ السلام ہی موجود ہیں۔ تو حضور علیہ السلام کا وجود بشر نہ ہوا۔ آخر اس وجود کے متعلق سوچنا ہے کہ کیا تھا۔ دلائل شرعیہ سے نص قطعی نے پکار کر فرمایا۔

قد جاءکم من اللہ نور۔ اور یہی بات سند عبد الرزاق نے بھی کہی تھی۔

اس تقریر سے یہ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام تمام بنی آدم علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ خود حضرت آدم علیہ السلام سے اول ہیں۔ لیکن باقی مخلوقات سے اول ہونا تو قرآن پاک، کی طرف رجوع کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔ (پ ۸، سورۃ انعام)

ترجمہ: فرمادیجئے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور وفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا۔ کوئی شریک نہیں اس کا۔ اور اسی کا مجھے حکم ہوا۔ اور میں پہلا مسلمان (مطیع) ہوں۔ اسلام بمعنی اطاعت وانقیاد ہے تو آیت کریمہ نے بتایا کہ حضور علیہ السلام سب سے پہلے مطیع ہوں صرف انسانوں تک محدود نہیں۔ زمین وآسمان کی اطاعت کا بیان سنیئے۔ بقولہ تعالیٰ۔

ثم استوٰی الی السماء وھی دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعًا اوکرھًا ط قالتا اتینا طائعین ط (پ ۲۴، حم السجدۃ ع ۲)

ترجمہ: پھر قصد فرمایا آسمانوں کی طرف حالیکہ وہ دھواں تھا پھر فرمایا اسے اور زمین سے آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے۔ کہا دونوں نے آئے ہم خوشی سے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے سامنے زمین و آسمان کو اطاعت و انقیاد کا ارشاد فرمایا تو دونوں حکم الٰہی کے سامنے مطیع و منقاد ہوئے اور یہ بدیہی بات ہے کہ آسمان کا دھواں ہونا مطیع و منقاد ہونا۔ وجود آدم بلکہ جمیع مافی السموات والارض، اشجار، احجار، انہار، ابحار، برات وغیرہ سے سالہا سال قبل کا واقعہ ہے۔

اور جب حضور علیہ السلام پہلے مطیع ہیں تو ضرور ہے کہ آسمان، زمین و مافیہما سے پہلے موجود ہوں۔ رہے ملائکہ تو ملائکہ کی صفت اللہ کریم نے بیان فرمائی۔

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون (پ۲۸)

ترجمہ: بس نافرمانی کرتے اللہ کے حکم کی اور کرتے جو انہیں حکم دیا جائے۔ ثابت فرشتے بھی مطیع ہیں۔ لیکن "اول المسلمین" یہ صفت مختصہ حضور علیہ السلام کی رہی جس سے ثابت ہوا کہ جملہ بنی آدم علیہ السلام زمین و آسمان و ملائکہ سب سے پہلے وجود حضور علیہ السلام کا ہے۔

اب اگر کوئی شبہ کرے کہ یہ معدود مخلوق ہے۔ ممکن ہے ان کے علاوہ کوئی اور مخلوق مقدم ہو، سو اس کا حل بھی قرآن کریم سے ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (پ۱۷، الانبیاء)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ رب العالمین، حضور علیہ السلام اس کے لئے رحمۃ للعالمین۔

تو ثابت ہوا کہ تمام کائنات کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت ہوئے۔ رحمت حضور علیہ السلام کی موقوف علیہ ہوئی اور جو موقوف علیہ کا مقدم ہوا کرتا ہے، وجود موقوف سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام مقدم ہوئے

وَ ھو المقصود۔

امر دوم! آیت نے حضور علیہ السلام کو نور فرمایا۔ اس پر معترض اگر کہہ دے کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے تو جواب یہ ہے کہ اکثر مفسرین کرام نے اس نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد لیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کا نور ہونا کوئی اس کے منافی نہیں بلکہ نور نور پر ہی نازل ہوتا ہے ورنہ ہر کو وہ پر نازل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (پ ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کرے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سراجاً منیراً حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ کوئی دوسرا احتمال ہے ہی نہیں۔ اور جعل الشمس سراجاً۔ سورج کو سراج فرمایا۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے سورج کو بنایا جگمگاتا اور چاند روشن۔ اور یہ واضح رہے کہ ضیاء، نور سے فائق ہوتی ہے تو سورج جب زیادہ نور والا سراج ہوا اور حضور علیہ السلام صرف سراج ہی نہیں بلکہ سراج منیر ہوئے تو سورج اور چاند کی نورانیت کو تو کوئی نسبت ہی نہ رہی۔

پھر افسوس ہے کہ سورج اور چاند کو نور مانا جائے اور حضور علیہ السلام کو نور ماننے سے چڑ ہو۔ بلکہ سراج منیر اسے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام صرف نور ہی نہیں بلکہ منور کر دینے والے ہیں۔ جسے چھو لیں وہ بھی نورانی ہو جائے۔ حدیث شریف میں وارد ہے مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴ باب الکرامات

عن انس رضی اللہ عنہ ان اسید بن حضیر وعباد بن بشر تحدثا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ لھما حتی ذھب من اللیل ساعۃ فی لیلۃ شدیدۃ الظلمۃ ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ینقلبان وبید کل واحد منھما عصیۃ فاضاءت عصا احدھما لھما حتی اذا افترقت بھما الطریق اضاءت الاٰخر عصاہ فمشی کل واحد منھما فی ضوء عصاہ حتی بلغ اھلہ (رواہ بخاری)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ اسد بن حضیر اور عباد بن بشیر باتیں کر رہے تھے حضور علیہ السلام کے پاس اپنی کسی حاجت میں حتیٰ کہ رات گھڑی گذری۔ سخت اندھیری رات میں پھر، دونوں حضور علیہ السلام کے پاس سے نکلے۔ لوٹتے ہوئے اور دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ تو ایک کی ان میں سے لاٹھی چمکنے لگی۔ یہاں تک اس کی روشنی میں دونوں چلے۔ جب راستہ جُدا ہُوا تو دوسرے کے لئے اس کی لاٹھی چمکنے لگی۔ دونوں اپنی لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھروں تک پہنچے، تو دونوں لاٹھیوں کا چمکنا حضور علیہ السلام کی برکت سے تھا۔ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

امر سوئم! حضور علیہ السلام کا نور نور الٰہی سے ہونا۔ تو آیت کریمہ میں وارد من اللہ نور یعنی اللہ سے نور اور جیسے فرمایا۔

ونفخنا فیہ من روحنا اور وکلمتہ القٰہا الیٰ مریم وروح منہ

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وارد ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے۔

ونفخت فیہ من روحی۔

تو جس طرح حضرت عیسیٰ اور حضرت آدم علیہم السلام "روح من اللہ" ہیں۔ اسی طرح، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "نور من نور اللہ" ہیں۔ حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام "روح من اللہ" ہوتے ہوئے جزء اللہ نہیں ہو سکتے۔ یہاں تک ثبوت نور پر مختصر دلائل پیش ہوئے اب اعتراضات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نور ہوئے تو جزئیت لازم آتی ہے۔ اس کا جواب امر سوئم کے آخر میں دیا گیا ہے۔

(۲) یہ ہے کہ فرشتے نور مخلوق ہیں اور آدم علیہ السلام خاکی۔ فرشتوں نے خاکی کو سجدہ

کیا خاکی کی فوقیت ثابت ہوئی۔ نور تو حضور علیہ السلام کو نور ماننے میں تنقیص شانِ رسالت ہے۔ اور بے ادبی و گستاخی ہے۔ العیاذ باللہ۔

جواب! الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، جن کا مذہب یہ ہو کہ حضور علیہ السلام جملہ بنی آدم کے برابر ہے چمار سے زیادہ ذلیل ہے اور ان کو یہ کہتے بے ادبی نہ سوجھے۔ ایسے عقل کے دشمنوں سے یہی توقع ہو سکتی ہے کہ نور ماننا گستاخی و بے ادبی ہو۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو نور ماننا تنقیص شانِ رسالت ہے تو اللہ تعالیٰ کو نور ماننا شانِ الوہیت سے ضرور گستاخی اور کفر ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید کو منکرین بھی نور مانتے ہیں۔ تو کیا خاکی و آدم علیہ السلام خدا تعالیٰ اور اس کے کلام سے بھی بڑھ گئے۔ ذرا سوچو تو بے ادب کون ہوا۔

فر من المطر فر تحت المیزاب

بارش سے بھاگا پرنالے کے نیچے آکھڑا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض (پ ۱۸ نور)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو نور کہا

وانزلنا الیکم نوراً مبیناً (پ ۶)

ترجمہ: اور اتارا ہم نے تمہاری طرف نور روشن۔ اس آیت میں نور قرآن کریم کو کہا۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو خاکی ہونے کی وجہ سے نہیں تھا۔ ورنہ خاک تو پہلے ہی موجود تھی۔ خاک کے سامنے سجدہ سے کسی کو ہچکچاہٹ بھی نہ تھی۔ آیت کریمہ میں غور کیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

انی خالق بشراً من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین (پ ۱۴)

ترجمہ: بے شک میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں۔ تو جب اسے برابر کردوں۔ اور اس میں

اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر جانا۔ اس آیت میں تین چیزیں بیان ہوئیں۔

(۱) مٹی سے بشر بنانا۔

(۲) اس کا برابر کرنا۔ یعنی شکل تیار کرنا۔

(۳) اس میں روح پھونکنا۔

تو دیکھنا یہ ہے کہ ایقاع سجدہ کس پر مترتب ہو رہا ہے۔ اگر بشری طینت کو سجدہ کرانا تھا تو تسویہ اور نفخ روح سے پہلے ہی سجدہ کرا دیتا اور پھر آدم کی مٹی کو کیا کوئی سا سلسلہ ہوتا اسے سجدہ کرا دیتا۔ آدم کی تخصیص کی کیا وجہ تھی اور نہ ہی کسی کو انکار تھا شیطان نے زمین کا کوئی چپہ ایسا نہ چھوڑا جہاں سجدہ نہ کیا ہو۔ ایسا ہی تسویہ پر بھی سجدہ کا حکم نہیں فرمایا۔ ورنہ خاک کے تودے بہت تھے اور کسی کو پس و پیش بھی نہ ہوتی۔ بلکہ نفخ روح پر فقعوا لہ ساجدین فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مٹی اور شکل کو سجدہ نہیں کرایا بلکہ روح جسے سجدہ کرایا اور روح سر ہے۔ اسرار الٰہیہ سے۔

قل الروح من امر ربی

ترجمہ: فرماد یجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔

تو امر اب نور ہے نہ غیر نور۔ کلی مشکک، کمی و زیادتی قبول کرتا ہے۔ سورج بھی نور مگر ضیاء۔ اور قمر بھی نور ہے جو سورج سے کمتر۔

روح آدم۔ نور فرشتے نور مگر نور آدم صافی تر اور فوق تر۔ اسی لئے آدم علیہ السلام کا زیادہ اور علم خود نور ہے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں۔

شکوت الی وکیع سوءِ حفظی فاوصانی الی ترک المعاصی فان العلم نور من نور اللّٰہ لا یعطی العاصی۔

فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد حضرت وکیع کے پاس اپنی حافظ کی خرابی کی شکایت

کی تو آپ نے مجھے گناہ چھوڑنے کی وصیت فرمائی کہ علم خدا کے نور سے ہے اور خدا کا نور گنہگار کو نہیں بخشا جاتا۔

تو ثابت ہوا کہ نوری فرشتوں نے نور کو سجدہ کیا۔ رہی خاک اور شکل تو وہ اس روح کے تابع ہو کر روحانی اور نورانی ہو گئیں۔ اہل اللہ کی روحانیت غالب ہو کر جسم اور خاکی پتلے کو روحانی بنا دیتی ہے۔ ارواحنا اجسادنا۔ واجسادنا ارواحنا ہو جاتے ہیں۔ اس تقریر کی تائید کہ فرشتوں نے پتلۂ خاکی کو سجدہ نہیں کیا۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کے اس شعر سے بھی ہوتی ہے ۔

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود

کے ملائک کرد آدم را سجود

رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا وجود آدم میں ہونا بطور حلول یہ ہمارا عقیدہ نہیں ذاتِ حق موجود ہے۔ بلا حلول اور اسے اہل بصیرت کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

بر سماع راست ہر کس چیز نیست

طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

جواب دیگر: اگر نور ماننا بے ادبی ہوتی اور شانِ رسالت کے خلاف ہوتی۔ تو قاعدہ ہے کہ اپنے نقصان کے لئے کوئی ذی عقل دعا نہیں کرتا۔ حالانکہ ثابت ہے کہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز تہجد سے فارغ ہو کر یہ کلمات طیبات دعا میں فرماتے۔

اللھم اجعل لی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وعن یمینی نورا وعن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا وامامی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا افزا بعضھم وفی لسانی نورا وذکر وو دمی وشعری وبشری متفق علیہ۔ وفی روایتہ لھما وجعل فی نفسی نورا واعظم لی نورا وفی اخری جعنی ولحمی لمسلم۔ اللھم اعطنی نورا۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۱۰۶)

ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں نور کر، میری آنکھوں میں نور کر، میرے کانوں میں نور کر میرے دائیں نور کر اور میرے دوسری طرف نور کر، میرے اوپر نور کر، میرے نیچے نور کر، میرے آگے نور کر، میرے پیچھے نور کر اور مجھے نور کر اور بعضوں نے زیادہ کیا اور میری زبان میں نور کر اور ذکر کیا میرے پٹھے اور میرا گوشت اور میرا لہو اور میرے بال اور میرا چہرہ۔ اور دوسری روایت میں بخاری و مسلم دونوں سے اور کر میرے نفس میں نور اور بڑھا میرے لئے نور اور دوسری روایت مسلم میں ہے اے اللہ دے مجھے نور۔

تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلواۃ و السلام کو نور ہونا مرغوب ہے اور ہمارا عقیدہ حضور علیہ السلام کو نور ماننا حضور علیہ السلام کا عین منشا رہے اور نور کا انکار حضور علیہ السلام کی مرضی کے خلاف ہے اور باعث ناراضگی ہے۔ اور اللہ کے عذاب کا باعث ہے۔

اس حدیث پر منکرین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ السلام نور ہوتے تو پھر طلب کیوں، کرتے کہ یہ تحصیل حاصل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دعا محض تحصیل غیر حاصل کے لئے نہیں ہوتی ورنہ نمازی کی حالت نماز میں اھدنا الصراط المستقیم (دکھا ہمیں سیدھا راستہ) کہنا کیا اس امر کی دلیل ہوگا کہ نماز پڑھنا۔ قبلہ رو کھڑا ہونا۔ دست بدستہ دربار الٰہی میں حاضر ہونا سیدھا راستہ نہیں اور سیدھا راستہ ہے پھر طلب کس کی ہے بلکہ حصول مراد کے بعد دعا استقامت اور بطور ادائے شکریہ اور طلب زیادت کے لئے ہوا کرتی ہے اور سنیئے حضور علیہ الصلواۃ و السلام کے اوصاف حمیدہ میں فرمایا۔ ویضع عنھم اصرھم اور اتاریں گے حضور علیہ السلام لوگوں سے ان کے بوجھ۔ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور لوگوں سے اگلے بوجھ سخت احکام اتار دیئے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ مومنین کی دعا بیان فرماتا ہے۔

ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔ (پ ۳ آخر سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اے ہمارے رب نہ لاد ہم پر بوجھ جیسے لادے تو نے ہم سے پہلوں پر۔

مفسرین فرماتے ہیں مُراد اس دعا سے شکریہ ادا کرنا ہے (احکام القرآن خصاص رازی علیہ الرحمۃ) اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا نور فرما کر اپنے نور ہونے کا شکریہ ادا فرماتے ہیں اور زیادت طلب فرماتے ہیں۔

منکرین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ نور بشریت کی شکل میں متشکل نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام فرشتہ ہیں نوری مخلوق ہیں اس کا انکار تو کسی کو نہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

فتمثل لها بشرا سویاہ (پ ۱۶ مریم) بشری شکل میں متشکل ہوا۔ برابر حضرت مریم کے لئے حدیث شریف میں ہے انسانی شکل میں جبرائیل علیہ السلام آئے۔

عن عمر ابن الخطاب رضی قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یومٍ اذ اطلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یریٰ علیہ اثر السفر ولا یعرف منا احد حتیٰ جلس الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم (الحدیث مشکوٰۃ شریف ص۱۱)

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے فرمایا اس اثناء میں کہ ہم حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے ایک دن ناگاہ ایک آدمی آیا، بہت سفید کپڑوں والا اور سخت سیاہ بالوں والا، نہ تو سفر کا کوئی اثر دکھائی دیتا اور نہ ہی ہم میں سے اسے کوئی پہچانتا۔ یہاں تک کہ بیٹھا حضور علیہ السلام کے پاس۔

اس حدیث شریف کے بعد الفاظ یہ ہیں۔

قال لی اتدری یا عمر من السائل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ جبریٔل اتاکم یعلمکم دینکم (رواہ مسلم)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمر کیا تم جانتے ہو سائل کون ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول جانے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمہارے پاس تشریف لائے تمہیں دین سکھانے کے لئے دیکھا جبرئیل انسانی شکل میں تشریف لائے کئی بار جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رض کی صورت میں تشریف لاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں فرشتے تشریف لائے حضرت لوط ؑ کے پاس بشری صورت میں آئے

تو ثابت ہوا کہ نورانی مخلوق شکل بشریت میں متشکل ہو سکتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ انسانی شکل میں متشکل ہوئے اسی لئے انسانی شکل کو سب پر شرف ہوا۔ اور فرمایا۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (پ ۳۰)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ انسان شکل محمدی پر ہے اسی لئے قیامت کے دن جب عذاب دیا جائے گا تو یہ شکلیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنادی جائیں گی۔

اہل اللہ اب بھی اسی دنیا میں کفار کو بشکل خنزیر دیکھتے ہیں اور قرآن کریم کا فیصلہ بھی ایسے لوگوں کے لئے یہی ہے۔

اُولٰئِک کالانعام بل ھُم اضل۔

کہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ تو چوپایوں میں بُرا خنزیر اور کفار خنزیر سے بھی بدتر ہوئے۔

معترضین کا آخری حربہ اور اس کا جواب:۔

آخری اعتراض یہ ہوتا ہے کہ فرشتے نوری نہ کسی سے جنے نہ ان کی کوئی اولاد اور حضور علیہ السلام کے والدین بھی ہیں اور اولاد بھی ہوئی۔ تو جواب یہ ہے۔ ایک ہے عدم وقوع اور ایک ہے محال۔ عدم وقوع مستلزم محال نہیں ہوا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکۃ فی الارض یخلفون (پ، سورۃ الانعام)

ترجمہ:۔ اگر ہم چاہیں تو بنادیں تم سے فرشتے زمین میں۔

اگر انسانوں سے نوری فرشتے پیدا ہو سکتے تو کیا وجہ ہے کہ انسانوں سے حضور علیہ السلام نور پیدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ راوی حضور علیہ السلام سے آپ نے فرمایا بے شک میں اللہ تعالیٰ کے پاس لکھا تھا خاتم النبیین اور حالیکہ آدم علیہ السلام ڈالے ہوئے تھے مٹی میں اور جلدی تمہیں خبر دوں گا اپنے پہلے کام سے۔ میں دعا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور بشارت ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور خواب ہوں اپنی ماں کی (خواب کے متعلق لمعات میں ہے)

یعنی خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والے نے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ تو حاملہ ہے اس امت کے سردار سے اور اس امت کے نبی سے۔ آگے فرماتے ہیں۔

فینبغی ان یحمل الرءیا بالعین یعنی اس حدیث میں جس رویا کا ذکر ہے وہ عین ہے اور اس سے یہ بھی فرمایا وقد جاءت الاخبار انها کانت فی الیقظة یعنی احادیث میں آیا ہے کہ یہ بیداری کا معاملہ ہے میری میں نے دیکھا جب مجھے وضع کیا اس حال میں کہ اس کے نور نکلا اور شام کے محل جگمگا اٹھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام دنیا میں نور تشریف لائے مگر بشریت کا پردہ ڈالا گیا۔ مولانا قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار
سوا خدا کے بھلا تجھ کو کیا کوئی جانے
تو شمس نور ہے شپر غلط اولوالابصار،

حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں آئیں جب ہی دو نوروں والے کہلائے اگر وہ صاحبزادیاں نور نہ تھیں تو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کیسے ہوئے۔ اور حقیقت ہے مجاز نہیں اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرۃ العزیز

نے خوب فرمایا

تری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذو النورین جوڑا نور کا

اعتراض: حضور علیہ السلام اگر نور ہوتے تو ایک صحابی کے دفن کے وقت چراغ کیوں طلب فرمایا۔

جواب: قرآن پاک نور ہے اس کے پڑھنے کے لئے چراغ کیوں جلایا جاتا ہے۔ ارے نادانو! ہمیں چراغ کی ضرورت ہے۔ حضور علیہ السلام دن اور رات ایک جیسا دیکھتے تھے آگے پیچھے یکساں دیکھتے تھے لاتفصیل مقام آخر

فضل اللہ علی نور کز دشد نورہا پیدا
زمیں در حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

میرا دل ہے محو جمال محمدؐ — وصال خدا ہے وصال محمدؐ
یہی کہہ رہا ہے مرا دل عزیزو — خیال خدا ہے خیال محمدؐ
ہوا جس کے باعث دو عالم ہے پیدا — بیاں ہم کریں کیا کمال محمدؐ
دل مردہ ہوتے ہیں اک دم میں زندہ — ہے معجز بیاں کیا مقال محمدؐ

ہوا ہوں میں اے صحو سو جان و دل سے
فدائے محمد و آل محمدؐ

(ابو العلائی داؤد صحو)

گر چشمِ تمنّا کو میری دیدار تمہارا ہو جاتا

ہاشم ضیائی بدایونی

اے کاش دمِ آخر تیرے جلووں کا نظارا ہو جاتا..!
اِن ہجر کے مرنے والوں کو جینے کا سہارا ہو جاتا

تاریکیٔ شب میں رُخ سے جُدا آنچل جو تمہارا ہو جاتا
انوارِ جبین و عارض سے ہر ذرہ ستارا ہو جاتا

گر چشمۂ حیواں کا مجھ کو معلوم کنارا ہو جاتا!
خود آبِ بقا میں ڈوب کے میں افلاک کا تارا ہو جاتا

گر روزِ ازل دیوانوں کو سودا نہ تمہارا ہو جاتا
پیراہنِ ہستی دو دن میں سب پارا پارا ہو جاتا

اے ابرِ کرم اس طوفاں میں گر تیرا اشارا ہو جاتا
اک ڈوبنے والی کشتی کو تنکے کو سہارا ہو جاتا

اک لمحہ تصور میں آنا گر تم کو گوارا ہو جاتا
پردہ بھی تمہارا رہ جاتا ہم کو بھی نظارہ ہو جاتا

دنیائے محبت میں کچھ تو جینے کا سہارا ہو جاتا
یا ہم ہی کسی کے ہو جاتے یا کوئی ہمارا ہو جاتا۔

آنکھوں میں تری آنکھوں کی قسم کونین سمٹ کر آ جاتی
گر چشمِ تمنّا کو میری دیدار تمہارا ہو جاتا!

تفسیر القرآن الحکیم

مدیر اعلیٰ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا — پس اگر ایسا نہ کیا تم نے

وَلَنْ تَفْعَلُوْا — اور ہرگز نہ کر سکو گے۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ — تو اس آگ سے ڈرو

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ — جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ آیت ۲۴ — تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

لغت:۔ لَمْ تَفْعَلُوْا۔ نہ کیا تم نے، یہ جمع مذکر مخاطب مضارع معروف کا صیغہ ہے، جب مضارع پر لَمْ آئے تو ماضی منفی دیتا ہے جبکہ مضارع کے اندر زمانہ حال اور مستقبل دونوں پائے جاتے ہیں۔ مگر لَمْ کے آنے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مضارع زمانہ ماضی کے معنی دیتا ہے۔ "لَنْ تَفْعَلُوْا" مضارع پر لَنْ آئے تو وہ مضارع کو منفی کے معنی میں مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ اب اس میں نہ حال کے معنی ہوں گے اور نہ ہی ماضی کے بلکہ صرف اور صرف مستقبل کے معنی ہی دے گا۔ "اُعِدَّتْ" واحد مونث غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر اِعْدَادٌ ہے۔ جس کے معنی ہیں تیار کرنا، مہیا کرنا۔

تفسیر:۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم کے وحی الٰہی ہونے سے انکار کیا تھا اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گذشتہ آیت کریمہ میں انہیں یہ چیلنج پیش کیا کہ تم اس قرآن مجید کی کسی ایک سورت کے مانند کوئی ٹکڑا ہی بنا کر لے آؤ۔ لیکن چونکہ یہ انسان کے بس سے باہر ہے اور یہ تو قرآن کریم کا اعجاز بھی ہے کہ اس جیسا کلام بنانا ناممکن ہے۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ تم اس کلامِ مبین کی مانند کلام نہ تو بنا سکتے ہو اور نہ ہی مستقبل میں تا قیامِ قیامت بنا سکو گے۔ اس طرح تمہارا اعتراض باطل ہو چکا ہے۔ لہذا شکوک و شبہات کے اندھیروں سے نکل کر ایمان لے آؤ۔ تاکہ اس کلامِ پاک کی حقانیت تمہارے دل دماغ کو منور کر دے اور اس دہکتی ہوئی آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن کافر (نہ ماننے والے) اور پتھر ہیں۔ پتھر کا ذکر اس لئے فرمایا کہ پتھر کی آگ لکڑی اور دیگر اشیاء کے مقابلے میں زیادہ شدید اور سخت ہوتی ہے۔ جس طرح وحی الٰہی کے من جانب اللہ ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا اسی طرح اس آگ کے جلانے اور موجود ہونے میں بھی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں اور نہ ہی انکار کی گنجائش ہے۔ نیز جہنم کے پتھروں سے بت بھی مُراد ہیں جنہیں کافر پوجتے ہیں۔

صاحب لباب! التاویل فی معانی التنزیل اس آیۂ کریمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

وقیل اراد الاصنام لان اکثر اصنامھم کانت من حجارۃ وانما قرن الناس مع الحجارۃ لانھم کانوا یعبدونھا معتقدین فیھا انھا تنفعھم وتشفع لھم فجعلھا اللہ عذابھم فی نار جھنم“ ۱؎

اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ان پتھروں سے مُراد بت ہیں اس لئے کہ زیادہ تر بت پتھروں سے ہی بنائے جاتے ہیں اور یہاں پر بھی انسانوں کے ساتھ پتھروں کا ذکر ہے اس لئے کہ وہ انسان پتھروں سے بنے ہوئے ان بتوں کی عبادت کرتے تھے یہ اعتماد کرتے ہوئے کہ یہ بت نفع دیتے ہیں انہیں اور ان کی شفاعت کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم کے اس عذاب میں مبتلا کر دیا یعنی یہ بت بھی اُن کے ساتھ آگ میں جلتے ہیں یعنی جس طرح ان بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم میں جلایا۔ تو ان کے ساتھ اُن کے معبودانِ باطل یعنی بتوں کو بھی جہنم کی آگ میں جلایا۔

۱؎ امام علاؤالدین علی الخازن: لباب التاویل فی معانی التنزیل، مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۳۱ھ ص ۳۴۔

اس آیۂ کریمہ۔۔کی تفسیر کے ضمن میں ایک نہایت ہی نفیس مسئلہ ہمارے یعنی اہلسنت وجماعت اور گذشتہ وموجودہ دور کے معتزلہ کے درمیان موجود ہے۔ جیسا کہ علماء کرام نے لکھا اور وہ یہ ہے کہ اہلسنت۔ کے نزدیک جنت اور دوزخ اب بھی موجود ہے۔ مگر معتزلہ کا اس پر یقین نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر حقانی نے بایں الفاظ تحریر فرمایا۔" جمہور اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنت ودوزخ اب بھی موجود ہے نہ یہ کہ قیامت کو موجود ہوں گے۔ جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں [۱]

آج بھی اگر ایسے افراد موجود ہیں جو کہ جنت اور دوزخ کو موجود نہیں سمجھتے تو وہ معتزلہ ہیں جمہور اہلسنت کے ساتھ ان کا کوئی متعلق نہیں ہے۔

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ میرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل
دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسہ تری قوت ترا بل
آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تا دم مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

(سید محمد محسن کاکوروی)

۱۔ ابو محمد عبدالحق، تفسیر حقانی، مطبع مجتبائی دہلی، ج ۲، ص ۱۴۳

مجھے شاہد ارض و سما کی قسم

عزیز محمد ترنم

مرے دل میں ہزاروں جلوے ہیں مجھے تابشِ رُخ کی ضیار کی قسم
میں ہوں بندۂ شاہدِ ارض و سما مجھے شاہدِ ارض و سما کی قسم

سرِ کبر پہ ہے سایۂ لطف و کرم مجھے پرسشِ عصیاں سے کیا غم
مجھے فکر نہیں ہے جہنم کی تری بخشش و جود و سخا کی قسم

مجھے بزمِ جہاں سے کام نہیں کہ مذاقِ طلب مرا خام نہیں،
جہاں ذکرِ محمدؐ ہوتا ہے مری بزم وہی ہے خدا کی قسم

مجھے زیست کی راہگذاروں پر ہر لحظہ ہے چلنا شام و سحر
کوئی فکرِ مقام و قیام نہیں مجھے گردشِ صبح و مسا کی قسم

ہنس ہنس کے ملے ہیں دشمن سے ہر جابر و ظالم پرفن سے،
نہیں دیکھا کسی میں یہ استغنا مجھے شیوہ صبر و رضا کی قسم

تیرا عشق ہی میرا حاصل ہے تیرا عشق ہی میری منزل ہے
ترے در سے کبھی نہ اٹھوں گا مجھے اپنی ہی روح وفا کی قسم

میرے دل میں وہ نغمے پنہاں ہیں مرے دل میں وہ جذبے پنہاں ہیں
کہ جہانِ ترنم رقصاں ہے اسی بربطِ نغمہ سرا کی قسم